تاریخ وسیر

حافظ طاہر محمود

رحمتِ عالم کی عظیم شخصیت کے چند پہلو!

بلاشبہ رحمتِ عالم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیاتِ مبارکہ قیامت تک کے لوگوں کے لیے مشعلِ راہ ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ پورا قرآنِ پاک اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ کی نصیحتوں سے گونج رہا ہے اور مختلف پہلوؤں سے اس طرف توجہ دلائی گئی ہے، مثلاً:

۱۔ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ !

۲۔ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ۔

۳۔ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ۔

رسولِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بہتر اخلاق وکردار کا حامل انسان انسانی تاریخ میں نہیں گزرا اور پھر لوگوں کے اخلاق سنوارنے میں جو کامیابی حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نصیب ہوئی۔ وہ بھی کسی دوسرے شخص کو نہ نصیب ہو سکی۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حسنِ اخلاق وکردار کی دلیل قرآنِ پاک نے اس طرح دی ہے:
"اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِیْمٍ !"

مزید یہ کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ کی جو جماعت تیار کی ان سے بہتر جماعت نہ پیدا ہوئی اور نہ کبھی پیدا ہوگی۔

خلفائے راشدینؓ جیسے عادل حکمران، خالد بن ولیدؓ اور عمرو بن العاصؓ جیسے فاتح، عبداللہ بن مسعودؓ اور حضرت علیؓ جیسے عالم اور دانشور، ابوذر غفاریؓ اور سلیمان فارسیؓ جیسے خرقہ پوش، یہ سب آفتابِ نبوت کی کرنیں ہیں اور سبھی اپنی اپنی جگہ پر درخشاں ہیں کہ جس کی بھی پیروی کی جائے گی، ہدایت حاصل ہوگی۔

یہ رہبرِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فیضانِ نظر اور صحبت کا اثر ہے کہ جاہل عالم بن گئے، ڈاکو اور لٹیرے دولت کے امین بن گئے، بدکار اور سیاہ کار عزت و ناموس کے محافظ بن گئے، برائیاں حرفِ غلط کی طرح مٹ گئیں —— ہر طرف خیر کا اجالا اور بھلائی کا نور پھیل گیا۔

بشرِ کامل نبی کریم صاحبِ خلقِ عظیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سیرت کا ہر پہلو ہمارے لئے نورِ ہدایت ہے

ہمارے آقاؐ اس لحاظ سے منفرد ہیں کہ آپؐ کی زندگی ہمارے سامنے ایک کھلی کتاب ہے۔ اور ہم آسمانِ ہدایت کے ستاروں صحابیاتؓ اور اصحابِ رسولؐ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو سلام کہتے ہیں جنھوں نے آپؐ کی جلوتوں اور خلوتوں کی ایک ایک ادا کو محفوظ کیا، حتیٰ کہ یہ آج بھی ہمارے سامنے ہیں!

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بہترین اخلاق کے معلمِ اعظم تھے۔ آپؐ نے اخلاقِ فاضلہ کی فطری اور مکمل تعلیمات پیش فرمائیں، اخلاقِ حسنہ کے قابلِ عمل ذاتی نمونے پیش فرمائے، اعلیٰ اخلاق کی تکمیل کے لیے بھرپور انداز میں زندگی بھر دعائیں کیں، دعوت و تبلیغ کے کاموں میں زندگی بھر مصروف رہے اور اپنے صحابہؓ کی ایسی بہترین تربیت فرمائی کہ انھوں نے اللہ تعالیٰ سے خوشنودی کی سند حاصل کی۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس لحاظ سے بھی ممتاز و منفرد ہیں کہ دیگر عالمی راہنماؤں کی طرح آپؐ کی زندگی نجی اور عوامی دو حصوں میں تقسیم نہ تھی۔ آپؐ کی زندگی کا ہر حصہ اپنوں اور بیگانوں سب کے نزدیک بے داغ ہے۔ اور یہ معمولاتِ حیات کے لحاظ سے بھی شرفِ انسانیت کے ہر پہلو سے مثالی تھی۔ حتیٰ کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے فرمایا: کان خلقہ القرآن!

رسول اللہؐ، بحیثیت عابد و زاہد:

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپؐ رات کو اس قدر قیام فرماتے کہ آپؐ کی مبارک پنڈلیوں پر ورم آجاتا۔ جب آپؐ سے اس بارے میں عرض کیا گیا کہ آپؐ اس قدر عبادت و ریاضت کیوں فرماتے ہیں؟ تو آپؐ نے ارشاد فرمایا: کیا میں خدا کا شکر گزار بندہ نہ بنوں؟

آنحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بہت سے وظائف منقول ہیں جن سے خدا کی ہیبت و جلالت دلوں پر وارد ہوتی اور اس کے ساتھ ہی ان وظائف سے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عبادت گزاری اور شب بیداری کا اندازہ بھی ہوتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، بحیثیت منصف و عادل:

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بحیثیت منصف، عدل و انصاف کی جو روایات قائم کی ہیں۔ اس کی مثال تاریخ عالم میں موجود نہیں۔

ایک مرتبہ بنی مخزوم کی ایک عورت فاطمہ نے چوری کی، مقدمہ حضورؐ کی خدمت میں پیش ہوا،

آپؐ نے جرم ثابت ہونے کے بعد ہاتھ کاٹنے کا حکم دے دیا۔ قریش نے حضرت اسامہ بن زیدؓ کو سفارشی بنا کر آپؐ کی خدمت میں بھیجا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"تم سے پہلی قومیں اس لیے ہلاک ہوگئیں کہ جب کوئی بڑا آدمی جرم کرتا تو اسے رہا کر دیتے اور غریب کو سزا دے دیتے۔ خدا کی قسم، اگر فاطمہؓ بنت محمدؐ بھی چوری کرتی تو میں اس کا ہاتھ بھی کاٹ دیتا۔"

رسول اللہؐ، بحیثیت مدبّر اور سیاستدان:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک عظیم مدبر اور سیاستدان بھی تھے۔

حجرِ اسود کے نصب کرنے کے سلسلے میں جب قریشِ مکہ کے مابین تلواریں نیاموں سے باہر آگئیں تو آپؐ نے ایسا عاقلانہ اور دانشمندانہ فیصلہ فرمایا کہ نہ صرف جھگڑا ختم ہوگیا بلکہ تمام قبائل خوش ہوگئے۔

نبوت کے ابتدائی تیرہ سالہ دَور میں قریش نے آپؐ کے رفقاء پر طرح طرح کے مظالم ڈھائے۔ صحابہ کرامؓ جوابی کارروائی کرنا چاہتے تھے۔ لیکن آپؐ نے انھیں درگزر کرنے کی تلقین فرمائی اور مٹھی بھر مسلمانوں کو تصادم سے بچا کر مدینہ لے گئے۔ مدینہ منورہ میں آکر مہاجرین فقر و فاقہ میں مبتلا ہوگئے۔ لیکن آپؐ نے خداداد فراست و ذہانت اور حسنِ سیاست سے مہاجرینؓ اور انصارؓ میں ایسا بھائی چارہ قائم کر دیا کہ نہ صرف تمام مشکلات دُور ہوگئیں بلکہ اخوت کا یہ رشتہ آج بھی مسلمانوں کے لیے مثالی حیثیت رکھتا ہے۔

رسول اللہؐ، بحیثیت جرنیل اور فاتح:

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا غزوۂ بدر اور غزوۂ حنین کے معرکوں میں فوج اور اسلحہ کی کمی کے باوجود مخالفین کی بڑی جماعتوں پر غالب آنا۔ آپؐ کی حربی بصیرت اور عسکری صلاحیت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ غزوۂ بدر میں تین سو تیرہ صحابہؓ کے ساتھ آپؐ نے ایک ہزار کی تعداد کا مقابلہ کیا اور بفضلہ تعالیٰ تین گنا دشمن کو شکستِ فاش کا منہ دیکھنا پڑا۔ غزوۂ احد میں مسلمان شہداء کی تعداد صرف چودہ اور دشمن کے ستر مقتولین کے اعداد و شمار آج بھی پکار پکار کر اہلِ حق کی کامیابی اور پیغمبرِ برحقؐ کی سچائی کا اعلان کر رہے ہیں۔ غزوۂ خندق کے موقعہ پر مدینہ کے اردگرد صرف تین ہفتوں میں تین میل لمبی خندق کھودنا اور دس ہزار کفار کا حملہ صرف تین ہزار صحابہ کرامؓ کی مدد سے ناکام بنا دینا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

اورآپؐ کے رفقاء کا شاندار کارنامہ ہے۔

غزوۂ حنین میں جب لشکرِ اسلام میں افراتفری کی کیفیت پیدا ہوگئی تو آپؐ تن تنہا یہ کہتے ہوئے دشمن کے لشکر کی طرف بڑھے ؎

"انا النبی لا کذب   انا ابن عبد المطلب"

پھر فتح مکہ کے موقع پر آپؐ کا اپنے دیرینہ دشمنوں کی معافی کا اعلان کر دینا اور اس بناء پر دشمنانِ اسلام کا دائرہ اسلام میں آجانا آپؐ کی صفت درگزر کا آئینہ دار بھی ہے اور آپؐ کے حسنِ تدبیر کا بے نظیر نمونہ بھی!

رسول اللہ، بحیثیت قول وعمل:

حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی حیاتِ مبارکہ سے ہمیں یہ سبق بھی ملتا ہے کہ معلّم و عالم باعمل بھی ہو اور اس کے قول و فعل میں تضاد نہ ہو۔ قرآنِ پاک میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ"۔ نیز "اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ"

رسولِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پوری زندگی قول و فعل کی مطابقت کا بہترین نمونہ ہے۔

آپؐ نے صحابہ کرامؓ کو جن چیزوں کی تلقین فرمائی ان پر خود بھی عمل کیا مثلاً آپؐ نے مسلمانوں اور اپنے رفقاء کو پانچ وقت نماز کی تلقین کی جبکہ خود آپؐ نے پانچ وقت کی نمازوں پر تہجد، اشراق اور چاشت کا اضافہ کیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ عمل کے لحاظ سے سب سے آگے تھے۔

یوں تو سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شخصیت کا ہر پہلو تابناک ہے، لیکن آپؐ کا معلّمِ کتاب و حکمت ہونا، خصوصی اہمیت کا حامل ہے۔

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسجد نبویؐ میں تشریف لائے اور صحابہ کرامؓ کے دو حلقوں کا جائزہ لیا۔ ایک حلقہ ذکر و اذکار میں مشغول تھا اور دوسرا گروہ درس و تدریس میں مصروف، آپؐ نے فرمایا "دونوں اپنے اپنے کام میں مشغول ہیں"

پھر زبانِ مبارک سے "اِنَّمَا بُعِثْتُ مُعَلِّمًا" کے الفاظ ادا فرما کر علمی حلقے میں بیٹھ گئے۔

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تعلیم و تدریس کو انتہائی عزیز خیال فرماتے تھے ـــ صلی اللہ علیہ وسلم!